International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:626 - 639

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

مسند امام احمد میں مباحثِ سیرت کا تحقیقی جائزہ

Research Review of the prophet Sirat Collection in Musnad Imam Ahmad

Hafiz Mubashir Rasheed
Ph. D scholar, Department of Islamic Studies,
University of Engineering and
Technology, Lahore
Dr Hafiz Qudratullah
Assistant prof, Department of Islamic Studies,
University of Engineering and Technology, Lahore

Abstract

The main sources of Islam are two: the Qur'an and the Hadith. This shows the importance of hadith. And The religion of Islam is the name of divine revelation, and there are two types of revelation, and hadith is also a part of divine revelation. The words sirat and hadeeth have many meanings in common, while in many places they also have different meanings. And The position of Musnad Imam Ahmad in various books of Hadith is very prominent and prominent, which is also authentic and reliable. Musnad Ahmad is an important repository of Hadith in terms of its comprehensiveness, so he is also the marja'a of Muhadditharths (Ahl-e-Hadith). And Musnad Ahmad is a comprehensive book of hadith as well as an authentic source of the Prophet Seerat. Musnad Ahmad also contains comprehensive hadiths about the life of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him). And Musnad Ahmad's collection of sirat-e-nabawi is more reliable than the historical books. Musnad Ahmad's narrations will be a great addition to the discussion of seerat-e-nabawi. ﷺMusnad Ahmad is a book collecting and covering the topics of seerat.

Keywords: Seerat, Hadith, Musnad Imam Ahmad, comprehensiveness, Certification, Islamic studies

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت اور ان کی رہنمائی کے لیے بہت سے انبیاء ورُسل کو اس کائنات میں مبعوث فرمایا، جو اپنے اپنے ادوار میں انسانیت کی خیر خواہی کا جذبہ لے کر اقوام وملل کی رہنمائی کرتے رہے۔ سب سے آخر پر سید الانبیاء

CC BY

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تاجدارِ ختم نبوت کے طور پر مبعوث فرمایا اور آپ کے ساتھ ہی انبیاء ورُسل کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم فرما دیا۔ پہلے نبیوں کی تعلیمات مخصوص علاقوں اور محدود وقت کے لیے تھیں جبکہ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات نہ صرف آفاقی اور عالمگیر ہیں بلکہ قیامت تک کے لیے باقی اور محفوظ بھی ہیں، رسولِ مکرم ﷺ کی حدیث اور سیرت دونوں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کا بھی اسی طرح ہمارے لیے حجت اور دلیل ہے جیسے آپ ﷺ کا فرمان ہمارے لیے دین اور حجت ہے۔

اسلام کی بنیاد وحی پر ہے:

وحی اس کلام کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرف نازل فرماتا ہے۔ اس کو وحی اس لیے کہتے ہیں کہ فرشتہ اس کلام کو لوگوں سے مخفی رکھتا ہے۔ وحی کی دو اقسام ہیں:

وحی متلو / جلی:

اس سے مراد قرآن مجید ہے جو الفاظ و حروف اور حرکات و سکنات کے ساتھ اللہ تعالیٰ جبریل امین ؑ کے ذریعے نازل فرماتے تھے اور آپ ﷺ اسے سن کر یاد کر لیتے تھے۔ اس کی تلاوت پر اجر و ثواب کی نوید ہے اس لیے اسے "متلو" بھی کہا جاتا ہے۔

وحی غیر متلو / خفی:

اس سے مراد قرآن کے علاوہ وحی ہے اور وہ آپ ﷺ کی حدیث اور سیرت ہے۔ کیونکہ نبی مکرم ﷺ جو بھی ارشاد فرماتے تھے وہ اللہ کے حکم اور وحی کے ذریعے ہی ہوتا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۳ۭ اِنْ هُوَاِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۴ۙ [1]

اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو وحی ہے جو (ان کی طرف) بھیجی جاتی ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور انسانیت کے لیے کامیابی کا پیغام ہے اور نبی معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس کے عملی نمونہ کی کامل و اکمل تصویر ہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ کو قرآن مجید میں مطاع قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ [2]

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

آپ ﷺ کی اطاعت کے لیے ضروری ہے کہ حدیث و سنت اور آپ کی سیرتِ طیبہ سے رہنمائی لی جائے۔ کیونکہ آپ کی ذاتِ گرامی میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۲۱ [3]

بلاشبہ یقیناتمھارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے،اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتاہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔

سیرت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

سیرت کے لغوی معنیٰ طریقہ کار یا چلنے کی رفتار اور انداز کے آتے ہیں۔ عربی زبان میں "فِعْلَة" کے وزن پر جو مصدر آتا ہے اس کے معنیٰ کسی کام کا طریقہ یا کسی کام کو اختیار کرنے کے انداز اور اسلوب کے ہوتے ہیں مثلاً ذِبحۃ کے معنیٰ ہیں طریقہء ذبح اور قِتلَۃ کے معنیٰ ہیں: طریقہء قتل لہٰذا سیرت کے لغوی اور لفظی معنیٰ ہوئے "چلنے کا طریقہ"۔ جیسے کہا جاتا ہے "انہ لحسن السیرۃ"یعنی اس کے چال چلن اور اخلاق واطوار اچھے ہیں۔[4]

بعد میں اس معنیٰ میں مزید توسع پیدا ہوا اور زندگی گزارنے کے اسلوب اور انداز کے معنیٰ میں اس کا استعمال ہونے لگا۔ پھر بہت جلد ہی سیرت کا یہ لفظ آنحضور ﷺ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔ چنانچہ آج دنیا کی تمام بولی جانے والی زبانوں میں سیرت کا لفظ عموماً آنحضور ﷺ کی مبارک زندگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اسلامی علوم و فنون کی اصطلاح میں سیرت کا لفظ شروع میں آنحضور ﷺ کے اس طرز عمل کے لیے استعمال کیا گیا جو آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے معاملہ کرنے اور جنگوں یا صلح اور معاہدات کے معاملات میں اپنایا۔ چنانچہ قدیم مفسرین، فقہاء، محدثین اور سیرت نگاروں نے سیرت کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

قاضی محمد اعلیٰ تھانوی نے اپنی مشہور کتاب "کشاف اصطلاح الفنون" میں سیرت کے لغوی معنیٰ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

ثم غلبت فی الشرع علی طريقة المسلمين فی المعاملة مع الكفار والباغين وغيرهما من المستأمنين والمرتدين وأهل الذمة[5]

یعنی شریعت کی اصطلاح میں اس لفظ کا زیادہ استعمال مسلمانوں کے اس طریقہء کار پر ہوتا ہے جو وہ کفار، غیر مسلم محاربین، مسلمان باغی، مرتدین، اہل ذمہ وغیرہ سے معاملہ کے بارے میں اختیار کرتے ہیں۔

علامہ ابن ہمام نے بھی فتح القدیر میں یہی بات لکھی ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں "سیرت" سے مراد وہ طریقہ ہے جو کفار کے ساتھ جنگ وغیرہ میں اپنایا جائے۔

بعد کے ادوار میں سیرت کے اصطلاحی معنیٰ میں بھی توسع پیدا ہوا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سیرت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"آنچہ متعلق بہ وجود پیغمبر و صحابہ کرام و آل عظام است و از ابتدائے تو لد آں جناب تاغایت وفات آں را سیرت گویند" [6]

یعنی آنحضور ﷺ کے وجود گرامی، آپ کے صحابہ کرام، اہل بیت، آل عظام سے جو چیز بھی متعلق ہے۔ آنحضور ﷺ کی ولادت مبارکہ سے آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے تک، ان سب کی تفصیل کو سیرت کہتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز کے بیان سے ایک طرف یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیرت کا اطلاق حضور ﷺ کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگان دین کی زندگیوں پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسے سیرت صحابہ اور سیرتِ سید احمد شہید ؒ وغیرہ۔ لیکن دوسری طرف ڈاکٹر سید عبداللہ کا بیان ہے کہ "تمام اشخاص کی بایوگرافی کو سیرت کہنا زیادتی ہے، کیوں کہ سیرت کے لفظ کو اصولی طور پر آنحضرت ﷺ کے حالات سے ہی مخصوص سمجھنا چاہیے۔[7]

اس بات کی توثیق اس بات سے ہوتی ہے کہ بیش تر سیرت نگاروں نے، جو اس فن کی صفِ اول میں شمار کیے جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر تصنیف کے لیے سیرت کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ جیسے سیرت ابن ہشام، سیرت ابن اسحاق وغیرہ۔ڈاکٹر سفیر اختر نے لکھا ہے "اردو میں بھی یہ لفظ عربی زبان کے اہل قلم کے تتبع میں کسی کے احوال وآثار کے بیان کے لیے اس کے نام کی اضافت کے ساتھ مستعمل ہے۔ مثلاً سیرتِ خلفائے راشدین، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، سیرت ابوذر غفاری، وغیرہ۔ تاہم آج کسی مضاف الیہ کے بغیر لفظ 'سیرت' بولا جاتا ہے تو اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی مراد ہوتی ہے۔[8]

مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ نے لکھا ہے کہ "اصل سیرت تو سارا ذخیرۂ احادیث ہے، لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات و سرایا کے حالات وواقعات کے مجموعے کو سیرت کہتے ہیں"۔ حدیث آٹھ علوم کے مجموعے کا نام ہے اور سیرت اس کا ایک جز ہے۔

محدث شاہ عبدالعزیز ؒ کے مطابق "جو کچھ ہمارے پیغمبر اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو، جس میں نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کیے گئے ہوں وہ سیرت ہے۔[9]

کئی صدیوں تک یہی طریقہ رہا۔ چنانچہ تیسری صدی تک جو کتابیں سیرت کے نام سے مشہور ہوئیں مثلاً سیرت ابن ہشام، سیرت ابن عائذ، سیرت اُموی وغیرہ اُن میں غزوات ہی کے حالات ہیں، البتہ زمانۂ مابعد میں مغازی کے سوا اس میں اور چیزیں بھی داخل کرلی گئیں۔ مثلاً مواہب لُدنیہ میں غزوات کے علاوہ سب کچھ ہیں۔

حدیث کی تعریف اور اس کی اقسام:

تعریف:

ہر وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو حدیث کہلاتی ہے۔

حدیث کی نوعیت کے اعتبار سے تین اقسام ہیں۔

حدیث ِ قولی:

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر مبنی ہو۔

مثال: راوی براء بن عازب رضی اللہ عنہ: جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھو اور اپنی دونوں کہنیوں کو (زمین سے) بلند رکھو۔[10]

حدیثِ فعلی:

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر مبنی ہو۔

مثال: راوی مغیرہ بن شعبہ سے: نبی ﷺ نے وضو کیا تو اپنی پیشانی کے بالوں، پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔[11]

حدیثِ تقریری:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کا وہ فعل یا قول جو نبی ﷺ کی موجودگی میں ہوا اور آپ نے اسے برقرار رکھا یا آپ علیہ السلام کے سامنے کسی کے عمل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی منع نہیں کیا۔

مثال: راوی قیس رضی اللہ عنہ بن عمرو بن سہل انصاری: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا: صبح کی نماز تو دو رکعت ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا: میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں، لہٰذا اب پڑھ لی ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔[12]

سیرت اور حدیث کا باہمی ربط:

اب تک یہ بات واضح ہوئی کہ آنحضور ﷺ کی ذات سے متعلق سابقہ تمام معلومات حدیث کا بھی حصہ ہیں اور سیرت کا بھی۔ محدثین اور سیرت نگار دونوں حضرات نے ان معلومات کی طرف توجہ دی ہے، البتہ محدثین کا اصل زور اور اہتمام آنحضور ﷺ کے ارشادات، آپ کے افعال و اعمال اور تقریرات پر اس اعتبار سے ہے کہ کیا چیز جائز ہے اور کیا ناجائز؟ اس کے برعکس سیرت نگاروں کا زور اس پر ہے کہ آنحضور ﷺ کا ذاتی طرز عمل، شخصیت مبارکہ اور آپ کا رویہ کیا تھا؟ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حدیث میں اصل بحث اقوال و افعال اور تقریرات سے ہوتی ہے اور ذات و

شمائل رسول ضمناً زیر بحث آتے ہیں۔ جبکہ سیرت میں ذات و شمائل رسول اصلاً زیر بحث آتے ہیں اور اقوال و افعال پر ضمناً اور تبعاً بحث ہوتی ہے۔

دونوں کے درمیان ایک فرق یہ بھی ہے کہ سیرت میں درجہء صحت سے فروتر روایات بھی لائق اعتناء ہوتی ہیں جب کہ حدیث میں اس کی گنجائش نہیں۔

دونوں کے درمیان ایک اہم فرق یہ بھی ہے کہ صحیح و سقیم مرویات کے مابین امتیاز پیدا کرنے کے لیے محدثین نے جو میزان اور معیار مقرر کیا ہے وہ سیرت نگاروں کے اختیار کردہ معیار سے بلند تر ہے۔

مولانا داناپوری رقمطراز ہیں:

اصحاب حدیث دراصل تین امور کو جمع کرتے ہیں۔ (1) رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا۔ (2) رسول اللہ ﷺ کیا کام کیا۔ (3) رسول اللہ ﷺ کے سامنے یا رسول اللہ ﷺ کے وقت میں کیا کیا گیا۔

اصحاب سیرۃ بھی انہیں تین امور کو جمع کرتے ہیں۔ اس لیے اصل کام دونوں کا ایک ہی ہے مگر باوجود اس کے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اصحاب حدیث کا مقصود بالذات احکام کو جاننا ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ان کی بحث ضمناً یا التزاماً ہوتی ہے۔ اور اصحاب سیرۃ کا مقصود بالذات رسول اللہ ﷺ کو جاننا ہوتا ہے اور احکام پر ان کے ہاں بحث ضمناً ہوتی ہے۔[13]

کتب احادیث کا مختصر تعارف:

محدثین نے مختلف مقاصد کے تحت حدیث کی کتب تالیف کی ہیں، اسی وجہ سے ان کے نام بھی مختلف ہیں۔ کتبِ احادیث کی چند اقسام یہ ہیں۔

جامع:

محدثین کی اصطلاح میں جامع وہ کتاب ہے جس میں ہر قسم کی روایت جمع کی جائیں۔ مثلاً عقائد، احکام، آداب، تفسیر، شمائل، تاریخ، سیر اور مناقب وغیرہ۔ جیسے الجامع الصحیح وغیرہ

سنن:

سنن لغت کے لحاظ سے سنت کی جمع ہے۔ جس کا ایک معنیٰ طریقہ اور راستہ بھی ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں سنن اس کو کہا جاتا ہے جس کتاب میں احادیث کو فقہی ترتیب سے جمع کیا جائے۔ جیسے سنن ابوداؤد وغیرہ

مستخرج:

مستخرج اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس کا مصنف ایک مخصوص کتاب کو سامنے رکھے اور اس کی احادیث کو اپنی سند سے بیان کرے۔ جیسے یعقوب بن اسحاق اسفرائینی کی کتاب مستخرج ابو عوانہ اسفرائینی ہے۔ یہ کتاب صحیح مسلم پر مستخرج ہے اس میں ابو عوانہ نے صحیح مسلم کی احادیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے۔

مستدرک:

مستدرک اس کتاب کو کہا جاتا ہے کہ ایک خاص کتاب میں وہ احادیث درج ہونے سے رہ گئی ہوں جو اس کتاب کی شرائط پر اس کے موضوع میں شامل ہیں۔ مثلاً مستدرک حاکم ہے۔ اس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر استدراک ہے۔ البتہ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مستدرک کے مصنف کے ہاں وہ روایت اصل کتاب کی شرائط پر صحیح ہوتی ہے جبکہ حقیقت میں وہ روایت اس درجے کی یا درجہ صحت تک نہیں پہنچ پاتی۔ اسی لیے مستدرک حاکم میں کئی روایت ایسی بھی ہیں جو ضعیف ہیں۔

معجم:

محدثین کی اصطلاح میں معجم اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں شیوخ اور اساتذہ کی ترتیب سے احادیث کو جمع کیا جائے۔ شیوخ کی ترتیب میں تین قسمیں ہو سکتی ہیں۔

1 ترتیبِ وفات کے لحاظ سے

2 تقویٰ و علم کے لحاظ سے

3 حروفِ تہجی کے لحاظ سے

الجزء:

محدثین کی اصطلاح میں الجزء اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی ایک شخص یا صرف ایک مسئلہ یا مضمون کی احادیث جمع کی جائیں۔ جیسے امام بخاری حفظہ اللہ کی کتاب جزء القراءۃ ہے۔

کتب اطراف:

محدثین کے نزدیک اطراف کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایک مخصوص حدیث کی تمام اسانید یا کئی مخصوص احادیث کی اسانید کو جمع کر دیا جائے۔ مثلاً ایک حدیث کا ایک حصہ نقل کر کے تمام اسانید لکھنا شروع کر دیں اور جہاں ایک جگہ تمام اسانید جمع ہو جائیں وہاں سے آگے ایک سند نقل کر دی جائے۔ اس نوع کی بہت سی کتب ہیں۔ جیسے ابن عساکر کی کتاب الاشراف علی معرفۃ الاطراف ہے۔ اس میں انہوں نے سنن اربعہ کے اطراف جمع کیے ہیں۔

کتب علل:

محدثین کی اصطلاح میں کتب علل سے مراد وہ کتب ہیں جن میں احادیث کو مع بیانِ علل جمع کیا جائے۔ جیسے امام ترمذی کی علل الترمذی ہے۔

مسند:

مسند کا لفظ "سند" سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے "معتمد" یعنی قابل اعتماد چیز یا جس پر سہارا لیا جائے۔

محدثین کے ہاں مسند وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب سے احادیث کو جمع کیا جائے۔ پھر صحابہ کی ترتیب تین طرح سے ہو سکتی ہے۔

1 حروفِ تہجی کے اعتبار سے

2 صحابہ کرام میں سابقون کے اعتبار سے

3 صحابہ کرام میں شرفِ نسب کے اعتبار سے

مسنَد: (بفتح النون) کے تین معانی ہیں۔

1 مصدر میمی ہے پھر یہ اسناد کے معنیٰ میں ہو گا۔

2 وہ حدیث جس کی مکمل سند شروع سے آخر تک متصل ہو۔

3 اسی طرح مسند اس کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں ہر صحابی کی روایات الگ الگ جمع کی گئی ہوں۔

کتاب کے نام مسند امام احمد بن حنبل میں یہی تیسرا معنیٰ مراد ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل کا تعارف:

مسند امام احمد بن حنبل امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی حفظہا اللہ کی تصنیف لطیف ہے۔

جس میں کل احادیث 27647 جبکہ بعض کے نزدیک 28199 ہیں۔

ترتیب:

مسند احمد صحابہ کی مسانید پر مرتب ہے لیکن صحابہ کے نام مسند میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے نہیں بلکہ مندرجہ ذیل پر درج ہیں۔

سب سے پہلے ان کی فضیلت کے اعتبار سے۔

پھر ان کے شہروں کے اعتبار سے جن شہروں میں انہوں نے سکونت اختیار کی۔

پھر ان کے قبائل کے اعتبار سے۔

مسند احمد 904 صحابہ کی مسانید پر مشتمل ہے۔

صحابہ کی مسانید ذکر کرتے ہوئے امام صاحب نے کوئی خاص تعداد مقرر نہیں کی، اسی لیے بعض صحابہ کی مرویات کی تعداد سینکڑوں میں جبکہ بعض سے صرف ایک حدیث بھی مروی ہے۔

مسند احمد میں سیرتی مباحث کی ضرورت واہمیت:

مسند احمد حدیث کی ایک ضخیم کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ سیرتِ نبوی ﷺ کا بھی مستند ماخذ ہے، اس لیے اس کی سیرتی مباحث کا جائزہ لینا اور روایاتِ سیرت کو الگ کرنا، ایک علمی اور تحقیقی ضرورت ہے۔

سیرت نگاری میں اکثر سیرت نگاروں نے روایات کی اسناد پر تحقیق کا کام نہیں کیا، اسی وجہ سے ذخیرہ سیرت میں رطب ویابس جمع ہوتا آیا ہے۔ مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کے نسب کے بارے میں مشہور روایت کہ آپ ﷺ عدنان تک اپنا نسب بیان کرتے اور آگے فرماتے کہ نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے۔ جبکہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے۔[14] اس لیے حدیث کی کتاب مسند احمد کی روایات میں سیرتِ نبوی کا ذخیرہ تاریخی کتبِ سیرت سے زیادہ قابل اعتماد، معتبر اور محقق و مستند ہے۔

اصولِ محدثین کے مطابق مسند احمد کی روایات سے سیرتِ نبوی کا اخذ واستنباط کرنا سیرتی مباحث میں عمدہ اضافہ ہو گا۔ محدثین کے منہج واسلوب کی برکت ہے کہ آج احادیث اپنی اصل شکل میں موجود ہیں اور اہل بدعت و گمراہ لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں تو انہیں سوائے مایوسی کے کچھ نہیں ملتا، ورنہ ان کی خواہشات کی تکمیل بھی ہوتی اور دین صحیح صورت میں موجود بھی نہ ہوتا،[15] بہر حال سیرت نگاری کو محدثین کے منہج پر جانچنا اور اس کے مطابق تالیف کرنا وقت کی ضرورت اور تحقیق کا تقاضا ہے۔

مسند امام احمد میں مباحثِ سیرت:

آئمہ محدثین اور فقہاءِ عظام میں امام احمد بن حنبل حفظہ اللہ ایک ممتاز اور منفرد شخصیت کے آئینہ دار ہیں، آپ بہ یک وقت محدث وفقیہ، مجتہد و مجاہد، عابد وزاہد اور امت مسلمہ کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی کتاب مسند امام احمد بھی حدیث کی ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ مسند میں احادیث صحابہ کی ترتیب پر ہوتی ہیں، موضوعاتی تقسیم پر نہیں ہوتی، اس لیے اس میں کسی بھی موضوع کی احادیث کو یکجا کرنا اور پھر انہیں چھوٹے اور ذیلی موضوعات میں تقسیم کرنا ایک محقق اور ریسرچر کا کام ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں سیرت کی احادیث بھی مختلف صحابہ کی احادیث و مرویات کے تحت بیان کی گئی ہیں۔ البتہ اس میں روایاتِ سیرت کی ایسی کثرت موجود ہے جسے الگ کرنے اور ان پر تحقیق کرنے سے ایک معتمد اور مستند ذخیرۂ سیرت میسر ہو گا۔

مسند میں سیرت کا حظ وافر موجود ہے۔ جس میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت، پیدائش کا دن اور سال، والدہ ماجدہ کا دیکھا ہوا خواب اور اس کی تعبیر بیان ہوئی ہے۔[16]

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نسب شریف، تمام انساب میں سے اعلیٰ نسب سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تعلق، خاندانی اعتبار سے فضیلت اور برتری، انبیاء اور رسل اللہ علیہم السلام کے خاندان سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انتخاب کیا گیا ہے۔

مختلف اسمائے مبارکہ اور ان کے معانی و مفاہیم بیان ہوئے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دودھ پلانے والیوں، بنو ہاشم کی لونڈی ثویبہ اور حلیمہ سعدیہ کا تذکرہ ہے، قبیلہ بنو سعد بن بکر میں جانا اور وہاں پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نشو و نما ہونا، ذکر کیا گیا ہے، واقعہ شق صدر کا پیش آنا، حلیمہ سعدیہ اور ان کے خاندان کا اس پر اظہار تشویش، اس پر پیش آمدہ اعتراضات اور ان کے جوابات کا ذکر ہے، بچپن میں بکریاں چرانا، اور دیگر نبیوں کے بارے میں بھی بکریاں چرانے کا بیان ہے۔

چچا ابو طالب کی شفقت، ہمدردی اور ان کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت کا اختصاص۔ نبی کریم جناب محمد رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبل از نبوت کی زندگی میں پیش آمدہ واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور پھر کفار کی طرف سے ملنے والی تکالیف کا تذکرہ کیا گیا ہے، بالآخر ہجرت کی اجازت ملنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ دوسری دفعہ پیش آنے والا شق صدر کے واقعہ کا بیان ہے۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عقد مبارک اور اس کے ذریعے برکات کا حصول کا ذکر ہے، بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لینا اور بچپن میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا شرم و حیا کے پیکر ہونے کا ثبوت ہے، تعمیر بیت اللہ کے وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا لوگوں کو ایک خون ریز جنگ سے بچانا اور دانشمندی کا واقعہ بیان ہوا ہے، نبوت سے قبل مکہ کا ایک پتھر کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سلام پیش کرنا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم کرنا، کاہنوں کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت اور دنیا میں بہت بڑے انقلاب اور تبدیلی کے بارے میں خبر دینا، نزولِ وحی کی ابتداء اور اس کی مختلف کیفیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اعلانیہ دعوت کا آغاز، طریقہ، مقامات اور اس کے خاطر خواہ نتائج و اثرات کا بیان ہے، شروع شروع میں اسلام قبول کرنے والے، آزاد مرد، غلام، عورتیں اور بچوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ دعوت کے اظہار کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تکلیف پہنچانے والے ناعاقبت اندیش لوگوں کا بیان ہے، ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور دیگر کفار کی طرف سے ملنے والی اذیتیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ان کے نام لے کر بد دعا کرنا، کمزور مسلمانوں کا ستایا جانا، ان پر ہونے والے ظلم و ستم کا بیان اور ان کی ثابت قدمی کا ذکر ہے۔

قریش کا نشانیاں طلب کرنا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انہیں شق قمر کا معجزہ دکھانا، قریش کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قتل کی ناپاک سازش کرنا، بالآخر آپ کو ہجرت کا اذن ملنا، اسلام کی دو عظیم ہجرتیں، ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

مسلمانوں کے مجبور و مقہور ہونے کے بعد اپنا وطن چھوڑ کر مختلف علاقوں کی طرف ہجرت کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، جس میں پہلے ہجرتِ حبشہ کا بیان ہے پھر ہجرتِ مدینہ کی تیاری اور اس کے سفر اور واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے، اسلام کی پہلی ہجرت، ہجرتِ حبشہ کا بیان ہے، جس میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف ہجرت کرنے کا ذکر ہے۔ قریش کا ان صحابہ کا پیچھا کرنا، اور نجاشی سے مل کر ان کے بارے میں متنفر کرنے کی کوشش کرنا، بالآخر نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کا اسلام اور مسلمانوں کی ترجمانی کرنے کا بیان ہے۔

ہجرتِ مدینہ کے آثار اور اس میں مدینہ سے آئے چند لوگوں سے آپ ﷺ کی ملاقات کا بیان ہے، بیعتِ عقبہ اولیٰ میں بارہ انصار کا آپ ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی پیشکش کرنا اور آپ ﷺ کے معاون بننے کا اعلان کرنے کا بیان ہے، بیعتِ عقبہ ثانیہ میں انصار کا دوبارہ مکہ آنا اور آپ ﷺ سے مختلف اعمال پر ان سے بیعت لینے کا بیان ہے۔

قریش کا آپ ﷺ کی دعوت کو روکنے میں ناکام ہو کر آپ ﷺ کے بارے میں مختلف طرح سے پلان بنانا، یہاں تک آپ ﷺ کے قتل کی ناپاک سازش بنا کر اس کی تیاری کرنا اور بالآخر اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کا راتوں رات مکہ سے نکل جانا اور غار میں جا کر پناہ لینے کا بیان ہے، سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کا آپ ﷺ کے ساتھ اس سفر میں رفیق بننا اور معاون بننے کا تذکرہ ہے۔ سب سے پہلے سیدنا مصعب بن عمیر ؓ اور سیدنا ابن ام مکتوم ؓ کا ہجرت کرنا اور مدینہ پہنچ کر لوگوں پر اسلام کی دعوت پیش کرنا، سراقہ بن مالک کا سفر ہجرت میں آپ ﷺ کا پیچھا کرنا، اس کی سواری کے پاؤں زمین میں دھنسنے کا بیان ہے، قباء کی بستی میں آپ ﷺ کے ورودِ مسعود کا تذکرہ، وادیِ قباء میں بنو نجار سے ایک باغ لے کر وہاں مسجد قباء کی تعمیر کرنے کا بیان، مدینہ تشریف آوری اور اہلِ مدینہ کی طرف سے آپ ﷺ کا شاندار استقبال کرنے کا بیان، اہلِ مدینہ کا آپ ﷺ کی تشریف آوری پر جانور ذبح کر کے لوگوں کو دعوت کھلانے کا بیان ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کو اپنے ہاں قیام کروانے کا شوق اور قرعہ اندازی سے حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کا رسول اللہ ﷺ کا میزبان ہونے کا شرف پانے کا بیان ہے۔

اسی طرح سیرتِ نبوی ﷺ کا اہم حصہ غزوات و سرایا ہیں، مسند میں غزوات و سرایا اور مہماتِ نبوی ﷺ پر تفصیلی مباحث موجود ہیں، غزوہ عُشیرہ کا بیان، سریہ عبد اللہ بن جحش، غزوہ بدر الکبریٰ، اس کا پس منظر اور پیش منظر، میدانِ کارزار کا بپا ہونا، قتال اور خون ریز معرکے، امت کے بڑے بڑے فرعونوں کا قتل، غزوہ بدر کا بدلہ لینے کی نیت سے دوبارہ کفار کا غزوہ احد کے لیے آنا، اس غزوے میں نبی کریم ﷺ کا زخمی ہونا، سیدنا امیر حمزہ ؓ کی شہادت کا المناک واقعہ، سریہ عاصم بن ثابت ؓ اور سیدنا خبیب ؓ کی شہادت کا بیان، سریہ بئر معونہ کا بیان، غزوہ بنو نضیر کا بیان اور انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کرنے کا تذکرہ، غزوہ مریسیع یا غزوہ بنی مصطلق کا بیان، اور اس غزوہ سے واپسی پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

پر تہمت لگانے والوں کا بیان، غزوہ خندق اور احزاب کا بیان، اس خندق کی کھدائی کی تفصیلات اور اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے ایمانی تذکرے، اور آپ ﷺ کی معجزات کا ظہور، اس میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کے نزول کا بیان، غزوہ بنو قریظہ کا تذکرہ، نجد کی جانب سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مہم، ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی گرفتاری اور ان کے قبولِ اسلام کا تذکرہ، غزوہ بنی لحیان کا بیان اور اس میں صلاۃ الخوف کی ادائیگی کا ذکر، غزوہ ذات الرقاع کا بیان اور اس میں بھی صلاۃ الخوف کا ذکر ہے۔ مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کی نیت سے سفر اور کفار کا مکہ میں داخلے سے انکار، صلح حدیبیہ کا تذکرہ اور اس کی عبارت اور دفعات کا بیان، بیعتِ رضوان کا بیان، غزوہ ذی قرد کا بیان، جسے غزوہ غابہ بھی کہا جاتا ہے۔ غزوہ خیبر کا بیان، یہود کے پہلوان مرحب کا قتل اور اس کے قاتل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان، زہر آلود بکری کا گوشت کھانے اور اس سے آپ ﷺ کو پہنچنے والی تکلیف کا بیان، بنو فزارہ کی طرف بھیجے گئے سریہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان، سریہ غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان، ارضِ فلسطین میں غزوہ موتہ کا بیان، اور اس میں مسلمانوں کے بڑے کمانڈرز سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان اور پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو ملنے والی عظیم یابی کا بیان، سریہ ذات السلاسل اور سریہ سیف البحر کا بیان، فتح اکبر یعنی فتح مکہ کا بیان، سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے مکتوب کا ذکر، فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کا کی دشمنوں کے ساتھ رحمت وشفقت کا بیان، اس موقع پر کچھ لوگوں کے جرائم کی وجہ سے ان کے قتل کا حکم، اس کے باوجود مکہ کی حرمت کا بیان، سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بمقابلہ بنو جزیمہ کا بیان، غزوہ حنین، اس کی تاریخ اور وقوع کا بیان، غزوہ طائف اور اس کے اسباب کا بیان، غزوہ تبوک کا بیان اور اس کے متعلقہ احوال وواقعات کا بیان، عذر کی بنیاد پر غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے اصحاب کا بیان اور ان کی معافی کا تذکرہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یمن کی طرف مہم کا بیان، سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی اس مہم کا تذکرہ جو ذوالخلصہ نامی بت کو منہدم کرنے کے لیے تھی۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ملک شام کی طرف لشکر کی تیاری کا بیان ہوا ہے۔

غزوات وسرایا کی اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عہدِ نبوی ﷺ میں ہونے والے ہر سال کے اہم واقعات کو ہجری ترتیب کے ساتھ الگ الگ بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ غزوات وسرایا میں تعلیماتِ نبوی ﷺ کا بیان بھی موجود ہے۔

غزوۂ احزاب اور فتح مکہ کے احوال بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، یہاں تک کہ فتح مکہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بیت اللہ میں داخل ہو کر نماز پڑھنے کے بارے میں روایات کا باہمی اختلاف بھی قدرے وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے معجزات، خصائص و خصائل اور شمائل کا خوبصورت تذکرہ کیا گیا ہے، خاندانِ نبوت کا تعارف، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا تعارف، بعض کے قبائل و علاقہ جات کا تعارف، ان کی اسلام کے لیے خدماتِ جلیلہ اور عقدِ نبوی ﷺ کے شرف سے مشرف ہونے سے پہلے اور بعد کے حالات و واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے سفر آخرت، تجہیز و تکفین اور تدفین کے متعلقہ روایات جامع انداز میں موجود ہیں، آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام، ان کے مشاغل، مواعظ اور خطبات کا تذکرہ بھی خصوصی انداز میں موجود ہے۔

نتائج بحث

* اسلام کے بنیادی مآخذ دو ہیں، قرآن اور حدیث۔ اس سے حدیث کی اہمیت وحیثیت ظاہر ہے۔
* دینِ اسلام وحی الٰہی کا نام ہے، اور وحی کی دو اقسام ہیں، نیز حدیث بھی وحی الٰہی کا ایک حصہ ہے۔
* لفظ سیرت اور حدیث کئی معانی میں مشترک، جبکہ کئی مقامات پر مختلف مفاہیم بھی رکھتے ہیں۔
* حدیث کی مختلف کتب میں مسند امام احمد کا مقام انتہائی نمایاں اور ممتاز ہے، جو مستند اور معتبر بھی ہے۔
* مسند احمد اپنی جامعیت کے اعتبار سے حدیث کا اہم ذخیرہ ہے، اسی لیے وہ محدثین کا مرجع بھی ہے۔
* مسند احمد حدیث کی ایک ضخیم کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ سیرتِ نبوی ﷺ کا بھی مستند ماخذ ہے۔
* مسند احمد میں نبی کریم ﷺ کی قبل از نبوت کی زندگی کے بارے میں بھی جامع احادیث موجود ہیں۔
* مسند احمد کی روایات میں سیرتِ نبوی کا ذخیرہ تاریخی کتبِ سیرت سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔
* مسند احمد کی روایات سے سیرتِ نبوی کا اخذ و استنباط سیرتی مباحث میں عمدہ اضافہ ہو گا۔
* مسند احمد سیرت کے موضوعات کو جمع کرنے والی اور ان کا احاطہ کرنے والی کتاب ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات (References)

[1] النجم:53:3،4

[2] النساء:04:64

[3] الاحزاب:33:21

[4] افریقی، ابن منظور، ابوالفضل علامہ جمال الدین محمد بن مکرم المصری، لسان العرب، ج4، ص389، دار صادر، بیروت، لبنان، سن 1363ء

[5] تھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، مکتبہ لبنان ناشرون، بیروت لبنان، ص14، سن 1996

[6] دہلوی، عبد العزیز محدث، عجالہ نافعہ، دار ابن بشیر للنشر والتوزیع، قصور، پاکستان، ص14، سن 2020

[7] سید عبد اللہ، ڈاکٹر، فن سیرت نگاری پر ایک نظر (فکر و نظر)، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص55

[8] سفیر اختر، ڈاکٹر، برصغیر پاکستان و ہند میں سیرت نگاری، مقالات سیرت۔ ص/۴۸۹، وزارتِ مذہبی امور پاکستان، 2006

[9] کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرت مصطفی، ج/۱، ص13، توصیف پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، 1990

[10] مسلم بن حجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الصلاۃ، باب الاعتدال فی السجود۔۔۔ رقم الحدیث: 493، خالد احسان پبلشرز، لاہور، پاکستان، اگست 2004

[11] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، رقم الحدیث: 655، خالد احسان پبلشرز، لاہور، پاکستان، اگست 2004

[12] ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب التطوع، باب من فاتتہ متی یقضیھا، رقم الحدیث: 1280، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، 2012

[13] داناپوری، مولانا عبد الرؤف، اصح السیر، ص8، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، پاکستان، 2011

[14] الملاح، محمد بن محمد ابو عبد الرحمٰن، التعلیق علی الرحیق المختوم، ص31، الدار العالمیۃ للنشر والتوزیع، مصر، سن 2010

[15] داؤد راز، صحیح بخاری مترجم، ج1، ص112، مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند، ہندوستان، سن 2004

[16] احمد، امام، احمد بن حنبل، المسند، مسند عرباض بن ساریہ، انصار السنہ پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان، جنوری 2016